درس ۱۷

جہاد و قتال فی سبیل اللہ کے موضوع پر
قرآن حکیم کی جامع ترین سورۃ
سُورۃ الصَّف

(۱)

مطالعہ قرآن حکیم کے جس منتخب نصاب کا سلسلہ وار مطالعہ ہم کر رہے ہیں اس کے چوتھے حصے میں سورۃ الحج کے آخری رکوع کے بعد اب ہمیں بالترتیب سورۃ الصف اور سورۃ الجمعہ کا مطالعہ کرنا ہے۔ یہ دونوں سورتیں ایک حسین و جمیل جوڑے کی صورت میں "سلسلۂ مُسَبِّحات" کے بالکل وسط میں وارد ہوئی ہیں۔ اس سے قبل سورۃ التحریم کے درس کے ضمن میں بھی یہ بات عرض کی جا چکی ہے کہ قرآن مجید کی اکثر سورتیں جوڑوں کی شکل میں ہیں۔ کسی ایک مضمون پر' جس کے دو رُخ یا دو پہلو ہوں' بالعموم دو علیحدہ سورتوں میں بحث ہوتی ہے۔ اور دونوں سورتیں مل کر اس ایک مضمون کی تکمیل کرتی ہیں۔

قرآن حکیم کی سورتیں اور آیات

اس مرحلے پر چونکہ ہم قرآن حکیم کی ایسی دو سورتوں کا مطالعہ کرنے والے ہیں جن کا باہم جوڑا ہونا بہت نمایاں ہے لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر مصحف کی ترتیب سے متعلق اور سورتوں کی گروپ بندی (Grouping) کے بارے میں کچھ بنیادی باتیں عرض کر دی جائیں' تاکہ قرآن مجید کے ساتھ ایک مجموعی اور عمومی تعارف اور اس کے ساتھ ایک ذہنی مناسبت پیدا ہونے میں مدد مل سکے۔

اس سے پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ قرآن مجید کی اکائی "آیت" ہے اور قرآن حکیم

چھ ہزار سے زائد آیات پر مشتمل ہے۔ آیت کے معنی ہیں نشانی۔ اس لفظ سے دراصل اس حقیقت کی جانب رہنمائی ملتی ہے کہ قرآن حکیم کی ہر آیت علم و حکمت کا ایک موتی اور اللہ کے علمِ کامل اور اس کی حکمتِ بالغہ کی نشانی ہے۔ بعض آیات صرف حروفِ مقطعات پر مشتمل ہیں، بعض مرکّباتِ ناقصہ پر مشتمل ہیں۔ اسی طرح بہت سی آیات ایسی ہیں جو مکمل جملوں پر مشتمل ہیں، جبکہ ایسی بھی بہت سی آیات ہیں جن میں متعدد جملے آ جاتے ہیں۔ یہ معاملہ کسی لغوی، نحوی یا اجتہادی اصول پر مبنی نہیں ہے، بلکہ درحقیقت یہ تمام امور توقیفی ہیں، یعنی نبی اکرم ﷺ کے بتانے ہی سے امت کو معلوم ہوئے ہیں۔
آیات جمع ہو کر سورتوں کی شکل اختیار کرتی ہیں۔ سورتوں کی کل تعداد ایک سو چودہ ہے جو متفق علیہ ہے۔ "سورۃ" کے لغوی معنی فصیل کے ہیں۔ اس لفظ کے استعمال سے گویا یہ نقشہ سامنے لے آیا گیا کہ قرآن حکیم کی ہر سورۃ علم و حکمت کا ایک شہر ہے، جس کے گرد ایک فصیل موجود ہے۔ آیات ہی کی طرح سورتیں چھوٹی بھی ہیں بڑی بھی ہیں۔ سب سے چھوٹی سورتیں تین ہیں جو تین تین آیات پر مشتمل ہیں۔ انہی میں سے ایک سورۃ العصر ہے جو ہمارے اس منتخب نصاب کا نقطۂ آغاز ہے۔ بقیہ دو سورتیں، سورۃ الکوثر اور سورۃ النصر ہیں۔ قرآن حکیم کی طویل ترین سورتیں وہ ہیں جو سورۃ الفاتحہ کے بعد مصحف کے بالکل آغاز میں آئی ہیں۔ یعنی سورۃ البقرۃ، سورۃ آل عمران، سورۃ النساء، سورۃ المائدۃ، سورۃ الانعام اور سورۃ الاعراف۔ سورتوں کی ترتیب بھی توقیفی ہے۔ بعض سورتیں وہ ہیں جو بیک وقت ایک مربوط اور مسلسل خطبے کی شکل میں نازل ہوئیں، لیکن بہت سی سورتوں میں تدوین و ترتیب کا معاملہ بھی ہوا ہے جو نبی اکرم ﷺ کے حکم کے تحت ہوا ہے کہ بعض آیات نازل ہوئیں اور حضور ﷺ نے فرمایا ان آیات کو فلاں سورۃ میں فلاں آیتوں کے بعد رکھ دو! بہرحال یہ ترتیب اللہ کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی رہنمائی میں نبی اکرم ﷺ نے خود معین فرمائی۔

سات احزاب

سورتوں کی ایک تقسیم جو بہت معروف ہے وہ ان کے زمانۂ نزول کے حوالے سے

ہے۔ کچھ سورتیں مدنی ہیں' کچھ مکی ہیں۔ یعنی کچھ سورتیں وہ ہیں جو ہجرت سے قبل نازل ہوئیں اور کچھ سورتیں وہ ہیں جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں۔

اب ترتیب مصحف کی طرف آیئے اور سورتوں کی گروپنگ کو سمجھنے کی کوشش کیجئے! یہ تو ظاہر ہے کہ قرآن مجید کی ترتیب' جس سے ہم واقف ہیں اور جو دورِ نبویؐ سے چلی آ رہی ہے' ترتیبِ نزولی کے اعتبار سے نہیں ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے' اس پر کچھ مزید عرض کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ اس ترتیبِ مصحف میں سورتیں جس طرح ایک دوسرے کے بعد رکھی گئی ہیں اور ان میں جو گروپ بندی کی گئی ہے ان میں سے ایک گروپ بندی (Grouping) تو وہ ہے جس کا ذکر ہمیں دورِ نبویؐ اور دورِ صحابہؓ سے ملتا ہے' جس کی رُو سے قرآن حکیم کی سورتیں سات احزاب یا سات منزلوں میں منقسم ہیں۔ یہ درحقیقت بغرضِ تلاوت قرآن حکیم کو سات قریباً مساوی حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ اس لئے کہ آغاز میں تقریباً ہر مسلمان ہر ہفتے قرآن مجید کی تلاوت مکمل کیا کرتا تھا لہٰذا ضرورت محسوس ہوئی کہ قرآن حکیم کو سات تقریباً مساوی حصوں میں تقسیم کر دیا جائے' تاکہ ایک شخص روزانہ ایک حصہ' ایک حزب یا ایک منزل پڑھ کر ایک ہفتے میں قرآن مجید ختم کر لیا کرے۔ یہ تقسیم جیسا کہ عرض کیا گیا' دورِ صحابہؓ میں موجود تھی۔ اس تقسیم میں ایک ظاہری حسن بھی پیدا ہو گیا ہے۔ سورۃ الفاتحہ کو چھوڑ کر کہ وہ پورے قرآن مجید کے لئے ایک دیباچے اور مقدمے کی حیثیت رکھتی ہے' پہلا حزب یا پہلی منزل تین سورتوں پر مشتمل ہے' دوسرا پانچ سورتوں پر' تیسرا حزب سات سورتوں پر' چوتھا نو پر' پانچواں گیارہ پر' چھٹا تیرہ سورتوں پر اور اس کے بعد ساتواں "حزبِ مفصل" کہلاتا ہے۔ اس میں سورتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے' اس لئے کہ قرآن مجید کے آخر میں حجم کے اعتبار سے بہت چھوٹی چھوٹی سورتیں جمع ہیں۔

پارے اور رکوع

سات منزلیں یا سات احزاب تو دورِ نبویؐ اور دورِ صحابہؓ میں موجود تھے' البتہ دو تقسیمیں بعد میں کی گئی ہیں جن کا دورِ نبویؐ اور دورِ صحابہؓ میں ذکر نہیں ملتا۔ ایک قرآن

حکیم کی تیس پاروں میں تقسیم' جو در حقیقت اس دور کی تجویز کردہ ہے جب مسلمانوں کا جذبۂ ایمان کچھ مدہم پڑ گیا تھا اور تلاوتِ قران کے ضمن میں وہ سابقہ معمول' کہ ہر ہفتے میں قرآن مجید ختم کرلیا جائے' اب کچھ لوگوں پر گراں گزر رہا تھا۔ چنانچہ اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ قرآن مجید کو تیس حصوں میں تقسیم کردیا جائے' تاکہ ہر مسلمان روزانہ ایک حصّہ پڑھ کر ایک مہینے میں تلاوتِ قرآن مکمل کرلیا کرے۔ لیکن یہ تقسیم فی الواقع بڑی ہی مصنوعی اور arbitrary ہے اور قطعی طور پر کسی بھی اصول پر مبنی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اس میں یہ ظلم بھی کیا گیا ہے کہ سورتوں کی فصیلیں توڑ دی گئی ہیں اور نہایت بھونڈے طریقے سے توڑی گئی ہیں۔ مثلاً سورۃ الحجر کی ایک آیت تیرہویں پارے میں جبکہ بقیہ پوری سورۃ چودھویں پارے میں چلی گئی ہے۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ کسی کے پاس قرآن حکیم کا کوئی ایک نسخہ تھا اور اس نے اس کے صفحات گن کر اُسے برابر برابر تیس حصّوں میں تقسیم کردیا۔ یہی وجہ ہے کہ عرب ممالک میں جو قرآن مجید طبع ہوتے ہیں ان میں بالعموم ان پاروں کا سرے سے کوئی ذکر ہی نہیں ہوتا۔

ایک دوسری تقسیم جو کی گئی' اور وہ بھی بغرضِ سہولت تلاوت کی گئی تھی' وہ ہے سورتوں کی تقسیم رکوعوں میں۔ اس میں پیش نظر یہ تھا کہ طویل سورتوں کو جن کا نماز کی ایک رکعت میں پڑھنا مشکل ہے' اس طرح کے حصوں میں تقسیم کردیا جائے کہ ایک حصّہ ایک رکعت میں بآسانی پڑھا جاسکے۔ اس طرح طویل سورتیں رکوعوں میں منقسم ہو گئیں۔ آخری پارے کی اکثر سورتیں صرف ایک ایک رکوع پر مشتمل ہیں' اس لئے کہ ان کو ایک رکعت میں بآسانی پڑھا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد پیچھے کی طرف آیئے تو ذرا طویل سورتیں ہیں جو دو دو رکوعوں کی سورتیں ہیں۔ پھر مزید طویل سورتیں ہیں جو تین تین اور چار چار رکوعوں پر مشتمل ہیں۔ یہاں تک کہ قرآن حکیم کی طویل ترین سورۃ' سورۃ البقرۃ ہے جو چالیس رکوعوں پر مشتمل ہے۔ یہ تقسیم جس نے بھی کی ہے یہ ماننا پڑتا ہے کہ اس نے مضامین کا لحاظ رکھا ہے۔ عام طور پر رکوع کا اختتام ایسے ہی موقع پر کیا گیا ہے کہ جہاں ایک مضمون مکمل ہو جائے اور سلسلۂ کلام ٹوٹنے نہ پائے۔ بہرحال پاروں اور رکوعوں کی یہ تقسیم دورِ صحابہؓ میں موجود نہیں تھی' یہ بعد کے زمانے سے متعلق ہے۔

سورتوں کی ایک نئی گروپ بندی

البتہ قرآن حکیم کی سورتوں کی ایک گروپنگ (Grouping) اور بھی ہے جس کی جانب ماضی قریب ہی میں بعض محققین کی نگاہ گئی ہے۔ انہوں نے قرآن حکیم میں اس حقیقت کا مشاہدہ کیا کہ مکی اور مدنی سورتوں کو کچھ اس طرح آپس میں جوڑا گیا ہے' اکٹھا کیا گیا ہے کہ اس سے سات گروپ وجود میں آگئے ہیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ قرآن حکیم کی سورتوں کے ہر گروپ کا اغاز ایک یا ایک سے زائد مکی سورتوں سے ہوتا ہے اور اس کا اختتام ایک یا ایک سے زائد مدنی سورتوں پر ہوتا ہے۔ اور اس طرح مکی اور مدنی سورتیں مل کر ایک گروپ کو مکمل کرتی ہیں۔ ایک گروپ کے مکمل ہونے پر آپ دیکھیں گے کہ دوسرا گروپ شروع ہوگا' پھر آغاز میں مکّیات آئیں گی اور ان کے بعد پھر مدنیات۔ اور اس طرح دوسرا گروپ مکمل ہو جائے گا۔ پھر تیسرے گروپ کا آغاز بھی ایک یا ایک سے زائد مکّی سورتوں سے ہوگا جن کے بعد پھر مدنی سورتیں آئیں گی اور گروپ مکمل ہو جائے گا۔ اس طرح مکی اور مدنی سورتوں کے بھی سات ہی گروپ سامنے آتے ہیں۔ ان میں سے ہر گروپ کا ایک مرکزی مضمون ہے جو اس گروپ میں شامل مکی اور مدنی سورتوں میں قدر مشترک کی حیثیت رکھتا ہے۔ یا یوں کہئے کہ ہر گروپ کا ایک مرکزی خیال یا ایک عمود (Central Axis) ہوتا ہے جس کے ساتھ اس گروپ کی تمام مکّی اور مدنی سورتیں مربوط ہوتی ہیں۔

اسی طریقے سے قرآن مجید کی سورتوں کے جو سات گروپ وجود میں آئے ہیں ان میں سے پہلے گروپ میں مکی سورۃ صرف ایک ہے' یعنی سورۃ الفاتحہ' جبکہ اس گروپ میں چار انتہائی طویل مدنی سورتیں شامل ہیں' یعنی البقرۃ' آل عمران' النساء اور المائدۃ۔ دوسرا گروپ اس اعتبار سے متوازن ہے کہ اس میں دو سورتیں مکی اور دو ہی مدنی سورتیں شامل ہیں۔ سورۃ الانعام اور سورۃ الاعراف مکی ہیں اور سورۃ الانفال اور سورۃ التوبۃ مدنی ہیں۔ تیسرے گروپ کی مکّیات کا سلسلہ بہت طویل ہے جو گیارہویں پارے میں سورۂ یونس سے شروع ہو کر اٹھارہویں پارے تک چلا گیا ہے۔ اس کے بعد ایک مدنی سورۃ آتی ہے' یعنی سورۃ النور' اور اس پر گروپ مکمل ہو جاتا ہے۔ پھر مکّیات کا سلسلہ

سورۃ الفرقان سے شروع ہو کر بائیسویں پارے تک چلا گیا ہے جس کے بعد سورۃ الاحزاب مدنی سورۃ ہے جس پر چوتھا گروپ مکمل ہوتا ہے۔ اس طرح سے مکیات اور مدنیات پر مشتمل قرآن حکیم کی سورتوں کے سات گروپ وجود میں آتے ہیں کہ جن میں ایک معنوی تقسیم بھی نظر آتی ہے کہ ہر گروپ کا اپنا ایک مرکزی مضمون ہے جس کی تکمیل اس گروپ میں شامل مکی اور اور مدنی سورتیں مل کر کرتی ہیں۔

مدنی سورتوں کا سب سے بڑا گلدستہ

اب آیئے اس اصل موضوع کی طرف جس کے ضمن میں یہ ساری بات زیر بحث آئی ہے۔ اور وہ یہ کہ اس پہلو سے قرآن حکیم کی سورتوں کا جو چھٹا گروپ بنتا ہے اس میں سورۃ الصّف اور سورۃ الجمعہ شامل ہیں۔ یہ گروپ بعض اعتبارات سے ایک خصوصی شان کا حامل ہے۔ اس کے آغاز میں سورۂ ق سے سورۃ الواقعہ تک سات مکی سورتیں ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے جانتے ہیں کہ آہنگ (Rhythm) اور روانی کے اعتبار سے قرآن حکیم میں ان سورتوں کو ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ ان سب کا مرکزی مضمون ہے آخرت اور اسی پر مختلف پہلوؤں سے ان سورتوں میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ انہی میں سورۃ الرحمٰن بھی شامل ہے جسے "عروس القرآن" کہا گیا ہے۔ الفاظ کا حسن اور تراکیب اور بندشوں کی بے مثل خوبصورتی اور اچھوتا پن ان سورتوں کا امتیازی اور مشترک وصف ہے۔

ان سات مکی سورتوں کے بعد اس گروپ میں دس مدنی سورتیں شامل ہیں۔ بلحاظِ تعداد مدنی سورتوں کا یہ سب سے بڑا اور خوبصورت اکٹھ (Constellation) ہے جس کی کوئی اور نظیر قرآن حکیم میں موجود نہیں۔ ویسے حجم کے اعتبار سے پہلے گروپ میں جو چار مدنی سورتیں یعنی البقرۃ' آل عمران' النساء اور المائدۃ شامل ہیں' وہ بہت طویل ہیں۔ لیکن بہرحال سورتوں کی تعداد وہاں چار ہی ہے' جبکہ یہاں دس مدنی سورتیں مسلسل وارد ہوئی ہیں۔ ستائیسویں پارے کی سورۃ الحدید سے ان کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور اٹھائیسویں پارے کی آخری سورۃ' سورۃ التحریم پر ختم ہوتا ہے۔

زیرِ نظر مدنی سورتوں کے مشترک اوصاف

ان سورتوں میں کچھ چیزیں قدرِ مشترک کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور چونکہ مطالعۂ قرآن حکیم کے اس منتخب نصاب میں مکمل سورتوں کی سب سے بڑی تعداد اسی گروپ سے ہے لہٰذا اس نصاب کے مضامین کی تفہیم کے لئے اس گروپ میں شامل سورتوں کے مشترک امور کو سمجھ لینا مفید ہو گا۔ اس سے پہلے اس گروپ کی دو سورتیں ہم پڑھ چکے ہیں۔ منتخب نصاب کے حصہ دوم میں' جو مباحث ایمان پر مشتمل ہے' ہم نے سورۃ التغابن کا مطالعہ کیا تھا جو اس گروپ میں شامل ہے۔ اسی طرح حصہ سوم میں اعمالِ صالحہ کی تفصیل کے ضمن میں عائلی زندگی اور اس سے متعلق اہم ہدایات پر مشتمل سورۃ التحریم کا ہم مطالعہ کر چکے ہیں جو اس گروپ کی آخری سورۃ ہے۔ اب اس مرحلہ پر اسی گروپ کی دو مزید سورتوں یعنی سورۃ الجمعہ اور سورۃ الصف کا مطالعہ ہم کرنے والے ہیں۔ مزید برآں ہمارے اس منتخب نصاب کے آخری حصے میں ہمیں سورۃ الحدید کا مطالعہ کرنا ہے جس سے اس گروپ کی مدنی سورتوں کا آغاز ہوتا ہے۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مرحلے پر ان سورتوں کے بارے میں بعض بنیادی باتیں ذہن نشین کر لی جائیں تاکہ ہر مرحلے پر ان کے تکرار و اعادہ کی ضرورت نہ رہے۔

تمام خطاب اُمّتِ مُسلمہ سے ہے!

پہلی چیز جو ان دس سورتوں میں قدرِ مشترک کی حیثیت رکھتی ہے' یہ ہے کہ تقریباً ان سب کا زمانہ نزول مدنی دور کا نصفِ آخر ہے۔ یہ وہ دور ہے جب مسلمانوں کا معاشرہ باقاعدہ وجود میں آ چکا تھا اور مسلمانوں کو غلبہ اور اقتدار بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو چکا تھا۔ گویا مسلمانوں کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ ان سورتوں میں خطاب کُل کا کُل مسلمانوں سے ہے' بحیثیتِ اُمّتِ مسلمہ۔ ان میں یہود و نصاریٰ سے یا مشرکینِ مکہ سے خطاب آپ کو نہیں ملے گا' نہ بطرزِ دعوت و تبلیغ نہ بطورِ ملامت و زجر و توبیخ! خطاب کُل کا کل امّتِ مسلمہ سے ہے' اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ کا اگر کہیں حوالہ آیا بھی ہے تو محض نشانِ عبرت کے طور پر۔ ان میں بھی نصاریٰ کی طرف

Referenceان سورتوں میں محض دو مقامات پر ہے' جبکہ اکثر سورتوں میں یہود کو بطورِ نشانِ عبرت پیش کیا گیا ہے کہ اے مسلمانو! جس مقام پر آج تم فائز کئے جا رہے ہو اس مقام پر اس سے پہلے بنی اسرائیل فائز تھے۔ تم سے پہلے کتابِ الٰہی کے حامل وہ تھے' انہیں تورات عطا کی گئی تھی جس میں ہدایت بھی تھی اور قانون و شریعت بھی' تم سے پہلے وہ قوم اللہ کی نمائندہ امت تھی جسے اڑھائی ہزار برس تک یہ مقامِ بلند حاصل رہا' لیکن جب انہوں نے اللہ کی کتاب اور اس کے دین کے ساتھ غداری کی تو وہ اللہ کے غضب کا نشانہ بنے اور انہیں اس مقام سے معزول کر دیا گیا۔ اس سابقہ امت میں کن کن راستوں سے گمراہیاں آئیں' کس کس پہلو سے ان میں اخلاقی' اعتقادی یا عملی اضمحلال پیدا ہوا' اس کو اپنے سامنے بطورِ نشانِ عبرت رکھو! اس لئے کہ امتوں کی تاریخ ایک دوسرے سے بہت مشابہ ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس حقیقت کو بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ آپؐ ارشاد فرماتے ہیں : ((لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى اُمَّتِىْ مَا اَتٰى عَلٰى بَنِى اِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ)) "میری امت پر بھی وہ تمام حالات وارد ہوں گے جو اس سے پہلے بنی اسرائیل پر آئے ہیں' بالکل ایسے جیسے کہ ایک جوتا دوسرے جوتے سے مشابہ ہوتا ہے"۔ دونوں اُمتوں کے حالات میں مشابہت کے بیان میں اس سے زیادہ بلیغ تمثیل ممکن نہیں۔ آپ نے اس معاملے کو اس کی انتہا تک پہنچانے کے لئے یہ مثال بھی دی کہ اگر وہ (یعنی بنی اسرائیل) گوہ کے بل میں گھسے تھے تو تم بھی ضرور گھسو گے' اور اگر ان میں سے کوئی بدبخت اور شقی ایسا پیدا ہوا کہ اس نے اپنی ماں سے بدکاری کی ہو تو تم میں سے بھی کوئی ایسا بدبخت پیدا ہو کر رہے گا۔ تو ان سورتوں میں درحقیقت اُمّتِ مسلمہ کے سامنے بطورِ نشانِ عبرت یہود اور نصاریٰ کے حالات بار بار لائے گئے۔ اور اس طرح مسلمانوں کو پیشگی متنبہ کیا جا رہا ہے کہ دیکھنا کہیں تم ان گمراہیوں کا شکار نہ ہو جانا!

اہم مضامین کے جامع خلاصے

تیسری قدرِ مشترک ان سورتوں میں یہ ہے کہ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے وہ اہم مضامین اور مباحث جو طویل مکی اور مدنی سورتوں میں بہت تفصیل سے آئے

ہیں، ان کے گویا چھوٹے چھوٹے خلاصے نکال کر اس مقام پر جمع کر دیئے گئے ہیں۔ ایمان کے مباحث مکّی سورتوں میں بڑی لمبی بحثوں کی صورت میں پھیلے ہوئے ہیں۔ توحید، معاد اور آخرت کے مباحث اور ان کے لئے دلائل، پھر ان پر وارد شدہ اعتراضات کے جوابات طویل سورتوں میں بڑی تفصیل سے زیر بحث آئے ہیں۔ لیکن جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں ایمان اور اس کے ثمرات و لوازم کے بیان میں اٹھارہ آیات پر مشتمل سورۃ التغابن انتہائی جامع سورۃ ہے۔ کوئی جاننا چاہے کہ ایمان کیا ہے، اس کے لوازم کیا ہیں، اس کے نتائج اور مضمرات کیا ہیں اور اس کے فکری و عملی تقاضے کیا ہیں تو سورۃ التغابن اس کے لئے کفایت کرے گی۔

اسی طرح نفاق کا مضمون طویل مدنی سورتوں میں (یعنی سورۃ النساء، سورۂ آل عمران اور سورۃ التوبہ میں) بڑے طویل مباحث پر پھیلا ہوا ملے گا کہ نفاق کسے کہتے ہیں، اس کی حقیقت کیا ہے، اس کا نقطہ آغاز کون سا ہے، اس مرض کی علامات کیا ہیں، اس کی ہلاکت خیزی کا عالم کیا ہے، اس سے بچاؤ کی تدابیر کیا ہیں، اگر اس کی چھوت لگ جائے تو اس کا علاج کیا ہے، یہ تمام امور ان سورتوں میں بڑی تفصیل سے زیر بحث آئے ہیں۔ لیکن ان تمام مضامین کا ایک جامع خلاصہ اور لُبِّ لباب ہمیں سورۃ المنافقون کی شکل میں عطا کر دیا گیا جو کل گیارہ آیات پر مشتمل ہے اور اسی مجموعے میں شامل ہے۔

اسی طرح عائلی زندگی سے متعلق یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ قرآن حکیم میں سب سے زیادہ مفصل ہدایات اسی شعبۂ زندگی کے بارے میں دی گئی ہیں۔ گھر کا ادارہ انسان کی اجتماعی زندگی کی پہلی منزل ہے۔ اس ادارے کو کن خطوط پر استوار کیا جائے، بیویوں اور اولاد کے معاملے میں معتدل اور متوازن طرزِ عمل کون سا ہے، اگر طلاق کی نوبت آ جائے تو کن باتوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہو گا، ان موضوعات پر دو دو رکوعوں پر مشتمل دو انتہائی جامع سورتیں (سورۃ الطلاق اور سورۃ التحریم) بھی اسی گلدستے میں شامل ہیں۔

اس طرح یہ دس سورتیں گویا مختلف اعتبارات سے قرآن حکیم میں طویل بحثوں میں پھیلے ہوئے اہم مباحث کے خلاصوں کی حیثیت رکھتی ہیں جن کو ایک مقام پر یکجا کر دیا گیا ہے۔ اور یہی درحقیقت سبب ہے اس کا کہ ان دس سورتوں میں سے چھ ہمارے اس

منتخب نصاب میں شامل ہیں' یعنی سورۃ الحدید' سورۃ الصّف' سورۃ الجمعہ' سورۃ المنافقون' سورۃ التغابن اور سورۃ التحریم۔

سرزنش اور ملامت کا اسلوب

ایک اور قدرِ مشترک یا وصف مشترک ان سورتوں میں یہ نظر آتا ہے کہ امت مسلمہ سے خطاب میں بالعموم کچھ ملامت کا سا اور جھنجھوڑنے کا سا انداز جھلکتا نظر آتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے امت کے بعض طبقات کے جذباتِ ایمانی اور جوشِ جہاد میں کچھ کمی واقع ہو گئی تھی' ان کا جذبۂ انفاق کچھ سرد پڑ رہا تھا اور اب انہیں جھنجھوڑا جا رہا ہے' کچھ سرزنش کے انداز میں بھی اور کہیں کہیں ملامت اور زجر کے انداز میں۔ یہ انداز ان تمام سورتوں میں مشترک ہے۔ اس کی بہت سی مثالیں دورانِ مطالعہ ہمارے سامنے آئیں گی۔ سورۃ الصف میں فرمایا گیا: ﴿ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴾ "اے مسلمانو! کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔" ﴿ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴾ "یہ چیز اللہ کے غضب کو بھڑکانے والی ہے کہ تم کہو جو کرتے نہیں ہو" —— اسی طرح سورۃ الجمعہ میں ڈانٹ کے سے انداز میں تنبیہہ کی گئی ہے کہ اے نبی' یہ کیا معاملہ ہے کہ آپ کھڑے خطبہ دے رہے تھے اور مسلمان آپ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ کیا خطبے اور نمازِ جمعہ کے مقابلے میں کاروبارِ دنیوی انہیں زیادہ عزیز ہو گیا ہے!! سورۃ الحدید میں یہی انداز ہے: ﴿ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ﴾ "کیا اہلِ ایمان کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل جُھک جائیں اللہ کی یاد میں اور جو کچھ نازل ہوا ہے اللہ کی طرف سے اس کے سامنے"۔ سورۃ التحریم میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ ایک معاملے میں ازواجِ مطہرات کو سرزنش کی گئی ہے اور کم از کم ظاہر الفاظ کے اعتبار سے اس میں بڑی سختی موجود ہے۔ تو ان سورتوں میں یہ انداز بتکرار ملتا ہے۔

اس پیرایۂ بیان کا اصل سبب

اس ضمن میں یہ بات سمجھ لیجئے کہ واقعہ یہ ہے کہ ایک دور تو وہ تھا جب کوئی شخص جان اور مال کی بازی کھیل کر ہی کلمۂ شہادت زبان پر لاتا تھا۔ مکّی دور میں یہی کیفیت تھی

ہر شخص جانتا تھا کہ کلمۂ شہادت کے زبان پر جاری ہوتے ہی ہر چہار طرف سے مخالفت کا طوفان امڈ پڑے گا' مصائب اور تکالیف کا سامنا ہو گا۔ ہو سکتا ہے اس کشمکش میں گھربار سے تعلق توڑنا پڑے اور تمام پرانے تعلقات اور دوستیوں کو خیرباد کہنا پڑے۔ لہٰذا کلمۂ شہادت زبان پر لانے کا فیصلہ کوئی شخص اسی وقت کرتا تھا جبکہ ایمان اس کے دل میں پورے طور پر جاگزیں اور راسخ ہو چکا ہوتا۔ لیکن یہ صورتِ حال تدریجاً بدل گئی۔ بالخصوص مدنی دَور کے آخری زمانے کا خیال کیجئے۔ حضور ﷺ کو فیصلہ کن اقتدار حاصل ہے' مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہو گیا ہے اور اب وہ ایک حکمران طاقت کی حیثیت رکھتے ہیں' چنانچہ اب زبان سے کلمۂ شہادت ادا کرنا نہ صرف آسان ہو گیا ہے بلکہ یہ کلمہ اب انسان کے جان و مال کے تحفظ کا ضامن بھی ہے۔ لہٰذا اب صورت حال وہ ہو گئی جس کا نقشہ سورۃ النصر میں بایں الفاظ کھینچا گیا ہے : ﴿ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ○ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ○ ﴾ تو یہ لوگ جو فوج در فوج اور جوق در جوق دین اسلام میں داخل ہو رہے تھے' ظاہر بات ہے کہ ان کے ایمان کی کیفیت وہ نہیں تھی جو سابقون الاولون کے ایمان کی تھی۔ یہ بات اس سے پہلے سورۃ الحجرات کی آیت ۱۴ میں آ چکی ہے۔ ایسے ہی لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا گیا تھا کہ تم یہ نہ کہو کہ ہم ایمان لے آئے' بس یہ کہہ سکتے ہو کہ ہم نے اسلام قبول کر لیا۔ ﴿ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ ﴾

اب ظاہر بات ہے جب ایک کثیر تعداد میں ایسے لوگ امت میں شامل ہو گئے تو امت میں بحیثیتِ مجموعی جذباتِ ایمانی' جوشِ جہاد اور جذبۂ انفاق کا اوسط کم ہو گیا۔ یہ وہ اضمحلال ہے جس پر اسی وقت گرفت کی گئی۔ اس میں درحقیقت بعد کے ادوار کے لئے' جبکہ امت میں بحیثیتِ مجموعی اضمحلال اور زوال پوری شدت کے ساتھ ظاہر ہونے والا تھا' پیشگی رہنمائی کا سامان موجود ہے۔ اور اس طرح آئندہ کے ادوار میں یہ سورتیں مسلمانوں کی غیرت ایمانی کو للکارنے اور ان کے جوشِ جہاد اور جذبۂ انفاق کو از سرنو تازہ کرنے میں مہمیز کا کام دیں گی۔ ان کی تلاوت سے مسلمانوں میں یہ شعور پیدا ہو گا کہ وہ اپنا جائزہ لیں' اپنے گریبانوں میں جھانکیں اور اگر ایمان کے اضمحلال کی متذکرہ بالا

کیفیات انہیں اپنے باطن میں محسوس ہوں تو اس ضعف و اضمحلال کو دُور کرنے پر کمربستہ ہو جائیں۔

ہمارے لئے ان سورتوں کی خصوصی اہمیت

اس اعتبار سے دیکھا جائے تو اس دَور میں کہ جس میں ہم سانس لے رہے ہیں' امت مسلمہ زوال و انحطاط کی انتہاؤں کو چھو رہی ہے۔ مولانا حالی نے ان دو اشعار میں جو انہوں نے اپنی مسدّس کی پیشانی پر درج کئے ہیں' اس کا بڑا دردناک نقشہ کھینچا تھا :

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے
اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مدّ ہے ہر جزر کے بعد
دریا کا ہمارے جو اُترنا دیکھے!

اس دَور میں واقعہ یہ ہے کہ اگر ان سورتوں پر امت کی توجہات کو مرتکز کر دیا جائے' ان کا فہم عام کر دیا جائے تو یہ مسلمانوں کے جذبۂ ایمان کی از سرنو بازیابی اور ان کے اندر جوشِ جہاد اور جذبۂ انفاق پیدا کرنے میں ان شاء اللہ العزیز انتہائی مفید اور ممدّ ثابت ہوں گی۔

المُسَبِّحات

آخری بات ان سورتوں کے بارے میں یہ نوٹ کر لیجئے کہ ان دس سورتوں میں سے پانچ وہ ہیں کہ جن کا آغاز "سَبَّحَ لِلّٰہِ" یا "یُسَبِّحُ لِلّٰہِ" کے الفاظ سے ہوتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس دس کے گل دستے میں یہ پانچ سورتیں ایک اضافی اور نرالی شان کی حامل ہیں۔ ان سورتوں کو مجموعی طور پر "المُسَبِّحات" کا نام دیا گیا ہے۔ یعنی وہ سورتیں جن کا آغاز تسبیح باری تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ ان میں سے تین وہ ہیں کہ جن میں آغاز میں "سَبَّحَ لِلّٰہِ" کے الفاظ وارد ہوئے۔ یعنی تسبیح کا ذکر فعل ماضی کی شکل میں کیا گیا ہے' جبکہ دو سورتوں کا آغاز ہوتا ہے "یُسَبِّحُ لِلّٰہِ" کے الفاظ سے۔ یہاں فعل مضارع لایا گیا ہے جو حال اور مستقبل دونوں کو محیط ہے۔ اس معاملے میں بھی ایک عجیب توازن نظر آتا ہے کہ

سورۃ الحشر کی آخری آیت میں بھی یہ لفظ "یُسَبِّحُ" شامل ہے۔ اس طرح گویا تین مرتبہ "سَبَّحَ" اور تین ہی مرتبہ "یُسَبِّحُ" کے الفاظ ان سورتوں میں وارد ہوئے ہیں۔ دورانِ مطالعہ آپ محسوس کریں گے کہ اُمّتِ مسلمہ کو جھنجوڑنے، مسلمانوں کو ان کے فرائضِ دینی سے آگاہ کرنے اور بالخصوص انہیں آمادۂ عمل کرنے میں ان مسبّحات کی تاثیر دوسری سورتوں سے بڑھ کر ہے۔ چنانچہ ان پانچ "مسبّحات" میں سے چار اس منتخب نصاب میں شامل ہیں۔ اس سلسلے کی پہلی سورت سورۃ الحدید ہے۔ وہ یوں سمجھئے کہ ہمارے اس منتخب نصاب کا نقطۂ عروج ہوگی۔ گویا اس کا نقطۂ آغاز اگر سورۃ العصر ہے تو اس کی چوٹی (Climax) سورۃ الحدید ہے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ شجرِ ہدایت کا بیج اگر سورۃ العصر ہے تو اس کا پھل ہے سورۃ الحدید، جس پر ہمارا یہ منتخب نصاب ان شاء اللہ تکمیل پذیر ہوگا۔ یہ چند باتیں اگر ذہن نشین کرلی جائیں تو امید ہے کہ قرآن مجید سے ایک عمومی تعارف میں بھی ممدّ و معاون ہوں گی اور خاص طور پر ان سورتوں کی اہمیت کو سمجھنے میں ان سے مدد ملے گی۔ ان شاء اللہ

(جاری ہے)

کل پاکستان حفاظ قرآن نونہالان اسلام کا

مقابلہ حفظ قرآن

برنامج تحفیظ قرآن کریم انٹرنیشنل اسلامک ریلیف آرگنائزیشن (رابطہ عالم اسلامی) سعودی عرب

کل پاکستان نونہالان اسلام مقابلہ حفظ قرآن کا اہتمام کررہا ہے جس میں درج ذیل شرائط کے حامل حفاظ کرام شرکت کرسکتے ہیں۔

شرائط شرکت

۱۔ بچہ / بچی حافظ قرآن ہو۔ ۲۔ عمر دس سال تک ہو۔

۳۔ مہتمم مدرسہ / اپنے استاد / سکول پرنسپل سے حفظ و عمر کی تصدیق اور تین عدد فوٹوز کے ساتھ درخواست دیں۔

۴۔ مدارس اپنے کم عمر حفاظ کے لیے مدرسہ کی طرف سے درخواست دے سکتے ہیں۔

انعامات

۱۔ کامیاب طلبہ کے لیے عمرے کے ٹکٹ اور سعودی عرب میں مقدس مقامات کی زیارت کا انتظام، نیز نقد انعامات۔

۲۔ کامیاب طلبہ کے مدرسین کے لئے بھی نقد انعامات ۳۔ قرآن پاک کے کیسٹ ۴۔ دیگر قیمتی انعامات

نوٹ: درخواست دینے کی آخری تاریخ 20 جون 2000ء

پہلے مرحلہ میں مختلف مقامات پر ذیلی مقابلے ہوں گے۔ آخری مقابلہ اسلام آباد میں 8 اگست کو ہوگا۔

مقابلہ میں شرکاء کے لئے آمدورفت، قیام و طعام بذمہ ادارہ ہوگا۔

رابطہ و معلومات

مطیع الرحمٰن (نگران) برنامج تحفیظ قرآن کریم۔ پاکستان

پوسٹ بکس 1850 اسلام آباد پاکستان Tel :435113-4; Fax .449247